مچھلی کی ٹانگیں نہیں ہوتیں۔

(ب) اس بیماری کا خانہ خراب ہو۔ عمر کا پیمانہ لبریز ہونے سے پہلے ہی چھلکا جا رہا ہے۔

(ج) ہنگامِ قتال اگر وہ اس پر صرف گر پڑتے تو وہ پانی بھی نہ مانگتا۔ ہاتھ پاؤں مارے بغیر وہیں دم گھٹ کے ڈھیر ہو جاتا۔

۴۔ **خان صاحب کے کردار پر ایک مفصل نوٹ لکھیں۔**

۵۔ اس مضمون کے حوالے سے مشتاق احمد یوسفی کے طرزِ تحریر پر ایک مختصر نوٹ لکھیں۔

۶۔ تابع جملوں کی قسم "وصفی" پر مشتمل پانچ جملے لکھیں۔

۷۔ درج ذیل الفاظ پر دیے گئے معنی کے مطابق اعراب لگائیں

بکری (مویشی)	بکری (فروخت)
جلانا (آگ میں ڈالنا)	جلانا (تازگی دینا، زندہ کرنا)
جو (نہر)	جو (غلہ)
وتر (نماز)	وتر (مثلث کا حصہ)

۸۔ درج ذیل محاورات اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

زمین میں گڑ جانا۔ آسمان ٹوٹ پڑنا۔ ہوائی قلعے بنانا۔ چراغ سحر ہونا۔ طوطا چشمی کرنا۔ اینٹ سے اینٹ بجانا۔ نشہ ہرن ہو جانا۔ ناکوں چنے چبوانا۔ پہاڑ ٹوٹ پڑنا۔ تین حرف بھیجنا۔

حِصّہ نظم

تدریسی مقاصد برائے حصہ نظم:

حصہ نظم/غزل پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہوسکیں گے کہ وہ:

* منظوم اور منثور کلام کی حسن و قبح کے ساتھ پہچان کرسکیں
* فنی حوالے سے نظم کی مختلف اقسام کی پہچان کرسکیں۔
* کلام میں موجود ادبی محاسن (علم بیان وعلم بدیع) کی پہچان کرسکیں۔
* کسی بھی کلام کا مرکزی خیال یا خلاصہ آسانی سے کرسکیں۔
* ہیت کے لحاظ سے مطلع، مقطع ، قافیہ،ردیف، وزن اور سادہ بحر کی شناخت کرسکیں۔
* اشعار کی فنی نزاکتوں سے لطف اندوز ہوسکیں اور نصابی کتب کے علاوہ دیگر ادبی کتب و رسائل پڑھنے کا ذوق پیدا کرسکیں۔

علاّمہ اقبالؒ

ولادت: ۱۸۷۷ء وفات: ۱۹۳۸ء

شیخ محمد اقبالؒ سیالکوٹ کے ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔ روایات کے مطابق اقبالؒ کی ابتدائی تعلیم دینی مدرسے میں ہوئی۔ انگریزی سکول سے میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا اور مرے کالج میں داخل ہوگئے۔ یہاں اُنھیں مولوی سید میر حسن جیسا اُستاد میسر آیا۔اقبال کو فارسی اور عربی کا صحیح ذوق اُنھیں کی بدولت حاصل ہوا۔ ایف ۔اے کرنے کے بعد وہ گورنمنٹ کالج لاہور چلے گئے، وہاں بھی اُنھیں پروفیسر آرنلڈ جیسا شفیق اُستاد ملا۔ جن کی وجہ سے اقبال کی خُفیہ صلاحیتیں بیدار ہوئیں۔ اسی کالج سے ایم اے کرنے کے بعد اُنھوں نے کچھ عرصہ یہاں تدریس کے فرائض انجام دیے، پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ چلے گئے اور وہاں بیرسٹری اور فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کیا۔ واپس آنے کے بعد اُنھوں نے وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔ مگر اس پیشے سے طبیعت جلد اُچاٹ ہوگئی۔ علامہ اقبالؒ نے کچھ عرصہ سیاست میں بھی دلچسپی لی۔ ایک مرتبہ جب مسلم لیگ کی صدارت کے لیے اُن کا نام تجویز ہوا، تو اُنھوں نے اپنی بجائے قائداعظم محمد علی جناحؒ کو اس منصب کا اہل قرار دیا۔ علامہ اقبالؒ کا ایک اہم کارنامہ ۱۹۳۰ء میں الہٰ آباد میں مسلم لیگ کے سالانہ جلسے میں قیامِ پاکستان کی تجویز ہے۔آخری عمر میں مختلف بیماریوں نے آن گھیرا اور وہ ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ کو خالقِ حقیقی سے جاملے۔

اقبالؒ وہ ہستی ہیں، جن پر نہ صرف ایشیا بلکہ پوری دُنیا فخر کرتی ہے۔اُنھوں نے شاعری کا آغاز تو سکول کے زمانے سے کیا تھا، لیکن دورۂ یورپ کے بعد صحیح معنوں میں اُن کے موضوعات کا تعین ہوگیا۔اُنھوں نے تاریخ عالم کا مطالعہ کیا تھا، اس لیے وہ مسلمانوں کے زوال کے اسباب سے آگاہ تھے۔

اُنھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے حرکت و عمل کا پیغام دیا۔اُن کا فلسفۂ خودی اور تصوّرِ مردِ مومن مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ بن گیا۔اُردو کے روایتی شعرا کے برعکس اقبالؒ نے اُردو شاعری کو نئے موضوع، خیالات، اسلوب اور فلسفیانہ خیالات سے روشناس کرایا۔ اُن کا مشاہدہ بے حد قوی تھا۔ منظرنگاری پر اُنھیں عبور حاصل تھا۔ غرض اقبالؒ کی شاعری روایت اور جدت کا بہترین امتزاج ہے۔ اپنی بے پناہ شاعرانہ خصوصیات کے باعث اُنھیں شاعرِ مشرق، حکیم الامت، اور نباضِ فطرت کہا جاتا ہے۔ اقبالؒ کو عربی اور فارسی زبانوں پر بھی عبور حاصل تھا اُنھوں نے اپنے کلام میں قرآنی آیات کا استعمال بڑی خوب صورتی سے کیا ہے۔اس کے علاوہ اُن کے کلام کا ایک بڑا حصہ فارسی زبان پر مشتمل ہے۔ اقبالؒ کے آفاقی نظریات زیادہ تر اُن کے فارسی کلام میں موجود ہیں۔

تصانیف: بانگِ درا، بالِ جبریل، ضربِ کلیم، ارمغانِ حجاز، زبورِ عجم، جاوید نامہ، اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی، پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق، مسافر، پیامِ مشرق، علم الاقتصاد (نثر) وغیرہ

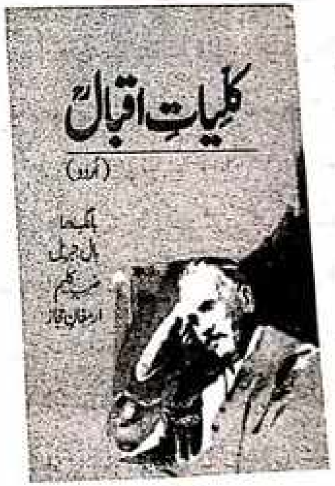

جوابِ شکوہ

1911ء میں علامہ اقبالؒ نے اپنی شہرہ آفاق نظم "شکوہ" لکھی جس میں مسلمانوں کی شان و شوکت کے بعد اُن کے زوال کا ذکر کیا ہے۔ اس نظم میں اقبالؒ نے مسلمانوں کے زوال پر اُن کی زبانی اللہ تعالیٰ سے شکوہ کیا ہے۔ "جوابِ شکوہ" اُنھوں نے 1913ء میں لکھی، جس میں "شکوہ" کا جواب دیا گیا ہے اور مسلمانوں کے زوال کے اصل اسباب کو قرآن و سنت کی روشنی میں ترتیب وار بیان کیا گیا ہے۔ یہی اس نظم کی خوبی ہے۔ لہٰذا یہ نظم پڑھانے سے پہلے "شکوہ" کے چند بند جماعت میں پڑھ کر سنائیں جائیں تاکہ طلبہ کو "جوابِ شکوہ" سمجھنے میں آسانی رہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے
قدسی الاصل ہے، رفعت پہ نظر رکھتی ہے
خاک سے اُٹھتی ہے، گردوں پہ گزر رکھتی ہے
عشق تھا فتنہ گر و سرکش و چالاک مرا
آسماں چیر گیا نالۂ بیباک مرا

پیرِ گردوں نے کہا سن کے، کہیں ہے کوئی!
بولے سیارے، سرِ عرشِ بریں ہے کوئی!
چاند کہتا تھا، نہیں، اہلِ زمیں ہے کوئی!
کہکشاں کہتی تھی، پوشیدہ یہیں ہے کوئی
کچھ جو سمجھا مرے شکوے کو تو رضواں سمجھا
مجھے جنت سے نکالا ہوا انساں سمجھا

تھی فرشتوں کو بھی حیرت کہ یہ آواز ہے کیا!
عرش والوں پہ بھی کھلتا نہیں یہ راز ہے کیا!
تا سرِ عرش بھی انساں کی تگ و تاز ہے کیا؟
آگئی خاک کی چٹکی کو بھی پرواز ہے کیا؟
غافل آداب سے سُکّانِ زمیں کیسے ہیں!
شوخ و گستاخ یہ پستی کے مکیں کیسے ہیں!

اس قدر شوخ کہ اللہ سے بھی برہم ہے — تھا جو مسجودِ ملائک یہ وہی آدم ہے؟
عالمِ کیف ہے، دانائے رموزِ کم ہے — ہاں، مگر عجز کے اسرار سے نا محرم ہے
ناز ہے طاقتِ گفتار پہ انسانوں کو
بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

آئی آواز غم انگیز ہے افسانہ ترا — اشکِ بیتاب سے لبریز ہے پیمانہ ترا
آسماں گیر ہوا نعرۂ مستانہ ترا — کس قدر شوخ زباں ہے دلِ دیوانہ ترا
شکر شکوے کو کیا حسنِ ادا سے تو نے
ہم سخن کر دیا بندوں کو خدا سے تو نے

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں — راہ دکھلائیں کسے؟ رہروِ منزل ہی نہیں
تربیت عام تو ہے، جوہرِ قابل ہی نہیں — جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گِل ہی نہیں
کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

ہاتھ بے زور ہیں، الحاد سے دل خوگر ہیں — امتی باعثِ رسوائی پیغمبرؐ ہیں
بت شکن اٹھ گئے، باقی جو رہے بت گر ہیں — تھا براہیمؑ پدر اور پسر آزر ہیں
بادہ آشام نئے، بادہ نیا، خُم بھی نئے
حرمِ کعبہ نیا، بت بھی نئے، تم بھی نئے

صفحۂ دہر سے باطل کو مٹایا کس نے؟ — نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا کس نے؟
میرے کعبے کو جبینوں سے بسایا کس نے؟ — میرے قرآن کو سینے سے لگایا کس نے؟
تھے تو آبا وہ تمھارے ہی، مگر تم کیا ہو؟
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہو!

کیا کہا؟ بہرِ مسلماں ہے فقط وعدۂ حور — شکوہ بے جا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور!
عدل ہے فاطرِ ہستی کا ازل سے دستور — مسلم آئیں ہوا کافر تو ملے حور و قصور
تم میں حوروں کا کوئی چاہنے والا ہی نہیں
جلوۂ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں

تو نہ مٹ جائے گا ایران کے مٹ جانے سے — نشۂ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے
ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے — پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے
کشتیِ حق کا زمانے میں سہارا تو ہے
عصرِ نو رات ہے، دھندلا سا ستارا تو ہے

مثلِ بو قید ہے غنچے میں، پریشاں ہو جا — رخت بر دوشِ ہوائے چمنستاں ہوجا
ہے تنک مایہ، تو ذرے سے بیاباں ہوجا — نغمۂ موج سے ہنگامۂ طوفاں ہو جا
قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالا کردے

ہر کوئی مستِ مئے ذوقِ تن آسانی ہے — تم مسلماں ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے؟
حیدریؓ فقر ہے، نے دولتِ عثمانیؓ ہے — تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے
وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تری — مرے درویش! خلافت ہے جہانگیر تری
ماسوا اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری — تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری
کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(بانگِ درا)

مشق

۱۔ نظم کے مطابق درج ذیل سوالات کے جوابات لکھیں۔

ا۔ علامہ اقبالؒ کی یہ نظم کس ہیئت میں لکھی گئی ہے؟

ب۔ ''شکوہ'' سُن کر فرشتوں نے کن خیالات کا اظہار کیا؟

ج۔ اس نظم میں موجودہ دور کے مسلمانوں کی کن کمزوریوں اور خامیوں کا ذکر ہے؟

د۔ اس نظم سے ایسے مصرعے چُن کر لکھیں جن میں صنعتِ تلمیح کا استعمال ہو۔

ہ۔ اس نظم کا نام ''جوابِ شکوہ'' کیوں رکھا گیا ہے؟

و۔ ''بت بھی نئے'' کی تشریح کریں۔

ز۔ آخری بند میں کس چیز کو مسلمان کی شمشیر کہا گیا ہے؟

ح۔ امتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسوائی کا کیسے باعث بنتے ہیں؟

ط۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرنے کا کیا انعام ہے؟

ی۔ دنیا میں کس کے نام کی برکت سے روشنی کرنے کی تلقین کی گئی ہے؟

۲۔ درج ذیل الفاظ پر اعراب لگائیں:

منفعت، مصلحت، رمضان، اسرار، سپر۔

۳۔ وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

کلام میں دو چیزوں کا ذکر کر کے دونوں کے درمیان فرق بتانے کو صنعتِ تفریق کہتے ہیں۔اس نظم میں کم از کم تین ایسے اشعار تلاش کر کے لکھیں جن میں صنعتِ تفریق موجود ہو۔

۴۔ درست لفظ چن کر خالی جگہ پر کریں۔

ا۔ جوابِ شکوہ" دراصل اقبالؒ کی ایک اور نظم ______ کا جواب ہے۔
(ساقی نامہ، خضرِ راہ، شکوہ، طلوعِ اسلام)

ب۔ آئی آواز غم انگیز ہے ______ تیرا (افسانہ، پیمانہ، دیوانہ، مے خانہ)

ج۔ قدسی الاصل ہے ______ پہ نظر رکھتی ہے (دولت، ثروت، رفعت، قدرت)

د۔ بات کرنے کا سلیقہ نہیں ______ کو (انسانوں، نادانوں، دیوانوں، حیوانوں)

۵۔ اس نظم میں سے کم از کم دس ہم قافیہ الفاظ چن کر لکھیں۔

۶۔ اس نظم میں جو فارسی تراکیب استعمال ہوئی ہیں ان میں سے کم از کم دس تراکیب لکھیں۔

نظم:

۱۔ نظم کے لفظی معنی ہیں"پرونا"جیسے موتی لڑی میں پروئے جاتے ہیں۔ادب کی رُو سے اشعار کے مجموعے کو نظم کہتے ہیں۔

۲۔"کسی ایک خیال یا موضوع کے تحت لکھے گئے اشعار کو نظم کہتے ہیں"۔

پابند نظم:

اس نظم میں وزن اور بحر کے ساتھ ساتھ قافیہ اور بسا اوقات ردیف کی پابندی بھی ضروری ہوتی ہے۔